شاعری

دیریاب

خورشید رضوی

www.caarwan.com

بعض باتیں جلد سمجھ میں آجاتی ہیں، بعض دیر میں سمجھ میں آتی ہیں، بعض کبھی سمجھ میں نہیں آتیں۔ یہ انسانی فکر کی رسائی بھی ہے نارسائی بھی، اسلوب بھی، آشوب بھی۔ کھرا شاعر، جو کبھی مفاہمت پر آمادہ نہیں ہوتا، نہ روایت سے نہ جدت سے، انھیں زودیابی، دیریابی اور نایابی کی کیفیتوں میں ٹھیر یا ٹہل کر، کہے سنے کو الٹ پلٹ کر، نئے معنی کشید کرتا ہے۔ خورشید رضوی کی سلجھی ہوئی، قدم قدم پر رکنے پر مجبور کرتی ہوئی شاعری انھیں کیفیتوں کی غماز ہے۔ اردو، فارسی اور عربی شعری روایتوں سے گہری واقفیت ان کے کلام کو کلاسیکی رچاؤ سے مالا مال تو کر دیتی ہے لیکن ان کی غزلوں اور نظموں کو پڑھ کر یہ احساس قوی تر ہو جاتا ہے کہ وہ مزاجاً دراصل زمانۂ حال کے شاعر ہی ہیں۔

انھوں نے ہمارے نیم بسمل دور کے کرب کو جو نئی آواز عطا کی ہے وہ چونکا دینے والی ہے۔ اس کے علاوہ ان کی شاعری میں وطن اور اہلِ وطن کے لیے جو دردمندی پائی جاتی ہے وہ زبانی کلامی حب الوطنی سے بہت آگے کا معاملہ ہے۔ ایک نئی دنیا بنانے کی تمنا، گلستاں اور خاک داں کو بدل ڈالنے کی آرزو، چاند کے گہن کے دائمی نہ ہونے کا خیال، زخمِ نو اور داغِ کہن کا ذکر، یہ سب باتیں ایسی ہیں جن میں غمِ دوراں اور غمِ جاناں میں تمیز کرنا دشوار ہے۔ وطن کے بارے میں ایسا شعرفی زمانہ شاید ہی کسی نے کہا ہو:

زخم در زخم ترے دستِ جفا سے ہے مگر
دل ترے نام پہ مجبورِ ستائش کیوں ہے

اس میں امید، محبت، گلہ اور صبر، سبھی سما گئے ہیں۔ ''دیریاب'' کو ایک صاحبِ طرز شاعر کی قابلِ ستائش صلاحیتوں کا بھرپور اظہار سمجھنا چاہیے۔

www.caarwan.com

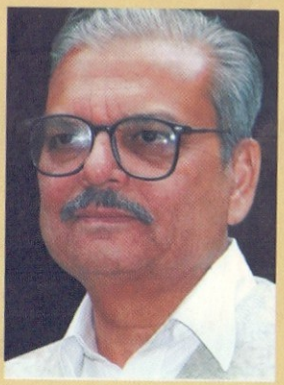

ڈاکٹر خورشید رضوی کا شمار ایسے عبقریوں میں ہوتا ہے جو شاعر ہی نہیں ماہرِ لسانیات، محقق اور اعلیٰ پائے کے دانشور بھی ہیں۔ 19 مئی 1942 کو امروہہ (بھارت) میں پیدا ہونے والے خورشید رضوی نے سکول اور کالج کی تعلیم پنجاب کے شہر منٹگمری (اب ساہیوال) میں حاصل کی۔ پھر اورینٹل کالج لاہور سے 1961 میں گولڈ میڈل کے ساتھ ایم اے عربی کیا اور 1981 میں پنجاب یونیورسٹی سے عربی ادب میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ خورشید رضوی اب تک نظم و نثر میں بہت سی کتب و مضامین لکھ چکے ہیں۔ وہ عربی، فارسی، انگریزی، اردو اور پنجابی میں اچھی دستگاہ رکھتے ہیں۔

درس و تدریس سے ڈاکٹر صاحب کے تعلق کا ایک زمانہ گواہ ہے کہ وہ گورنمنٹ کالج لاہور میں پروفیسر ایمریٹس ہیں اور لاہور یونیورسٹی آف مینجمنٹ سائنسز (LUMS) سے بھی وابستہ رہ چکے ہیں۔ 2008 میں علمی و ادبی خدمات کی بنیاد پر حکومت پاکستان نے انھیں سب سے بڑے سول اعزاز ''ستارۂ امتیاز'' سے نوازا۔ اس کے علاوہ انھیں شاعری میں ''احمد ندیم قاسمی ایوارڈ'' اور ''احمد فراز لٹریری ایوارڈ'' بھی دیا جا چکا ہے۔ خورشید رضوی آج کل لاہور مقیم ہیں۔

www.caarwan.com

دیریاب

www.caarwan.com

خورشید رضوی کی دوسری کتابیں

شاعری

- شاخِ تنہا
- سرابوں کے صدف
- رائگاں
- اِمکان
- یکجا (شاخِ تنہا، سرابوں کے صدف، رائگاں، اِمکان)

نثر

- تالیف (مضامین)
- اطراف (مضامین)
- عربی شاعری (ایک تعارف)
- عربی ادب قبل از اسلام
- تاریخِ علوم میں تہذیبِ اسلامی کا مقام (عربی سے ترجمہ)
- قلائد الجُمان (تحقیقِ متن عربی)
- حکم المحکمۃ الشرعیۃ (انگریزی سے عربی ترجمہ)

www.caarwan.com

برادرم نوید صادق کے لئے
خورشید رضوی
۳۱ اکتوبر ۲۰۱۳ء

دیریاب

خورشید رضوی

القا پبلیکیشنز
ریڈنگز کا اشاعتی ادارہ
لاہور

www.caarwan.com

جملہ حقوق © خورشید رضوی

اشاعتِ اول

اِلقا پبلیکیشنز 2013

یہ کتاب 'ریڈنگز' لاہور اور پاکستان کے دیگر نمایاں کتاب فروشوں کے ہاں دستیاب ہے
جن کی معلومات اِلقا پبلیکیشنز کی ویب سائٹ پر موجود ہیں۔

'اِلقا پبلیکیشنز' اور 'ریڈنگز' الان وتال پرائیویٹ لمیٹڈ کے ذیلی ادارے ہیں۔

اس کتاب کے کسی بھی حصہ کو کسی بھی صورت اور کسی بھی مقصد کے لیے
استعمال کرنے سے پہلے ناشر سے اجازت لینا ضروری ہے۔

انٹرنیشنل سٹینڈرڈ بک نمبر (ISBN)
978-9-69-947375-3

سرورق: فاطمہ سعید

خطاطی: نوری نستعلیق

طباعت
مکتبہ جدید پریس، ایمپرس روڈ، لاہور

اِلقا پبلیکیشنز

12-K، مین بلیوارڈ، گلبرگ 2، لاہور 54660
پاکستان

فون: 92 42 3575 7877
فیکس: 92 42 3575 5576
publications@readings.com.pk
www.publications.readings.com.pk

www.caarwan.com

گزرا کرے سفید و سیہ سیلِ روز و شب
اِک کُنجِ دیریاب میں سوئے ہوئے ہیں ہم

www.caarwan.com

ڈاکٹر توصیف تبسم کے نام

www.caarwan.com

فہرست

سخنے چند	ڈاکٹر اسلم انصاری	XIII
حمد		1
سرگوشی		3
نعت		5
مدینہ میں ایک آرزو		8
غزلیں		11
سب کہے دیتی ہے اشکوں کی روانی افسوس		13
دشتِ غربت میں پڑے خوابِ وطن دیکھتے ہیں		15
خوب و ناخوب کی جاں سوزیہ کاہش کیوں ہے		17
وہی خوشبو کبھی گلشن سے، کبھی بن سے نکال		19

www.caarwan.com

ریت کی طرح نہ مُٹھی سے پھسلتی چلی جا 21

یہ سب زمین وزماں پھر بنانا چاہتا ہوں 23

مسکراہٹ نقش ہے ہونٹوں پہ عبرت کی طرح 25

فصیلِ ذات گری، قید سے رہا ہوئے ہم 27

میں لازماں سے چلا رفت و بُود میں آیا 29

دلوں میں حیثیتِ رفتگاں بدل جائے 31

سایہ بن جاؤں، نہ پل بھر تجھے تنہا چھوڑوں 33

انگشت اگر قلم نہ ہوگی 35

ترے بھی دل پہ اثر کر گیا سُخن آخر 37

جو ہماری نہیں تھی، سر وہ مصیبت نہیں لی 39

اب سوچتا ہوں اِس جسدِ خاک میں تھا کون 41

وہ کہکشاں نقوشِ قدم کی کدھر گئی 43

جو عیاں تھا اُسے مستور کہا جانے لگا 45

کُنجِ تنہائی میں کتراتی ہے خلوت ہم سے 47

مجھ میں کیا کیا ہے، کہیں سونا کہیں انبارِ خاک 49

دل کے غم کو دل میں دبا لو 51

کبھی صاحبِ ساز کو دیکھنا 53

مجھے اِس سبزۂ نورُستہ کا ہم رنگ کر دے 55

کبھی ہم بھی کسی کی بزم سے بسمل نکلتے تھے 57

آسماں دل پہ قیامت کی گرانی لایا 59

www.caarwan.com

خانۂ ہر رنگ میں ہے وہ مکیں ایک سا 61

خود اُس سے دُور ہیں جس کا پتا بنے ہوئے ہیں 63

مآلِ صحبتِ شب سوچنے کو آیا ہوں 65

ہجومِ اشکِ تپاں آنکھ میں رکا ہوا ہے 67

وردِ زباں ہے تُو، رگِ جاں میں رواں ہے تو 69

آیئے چند سخن عشرتِ فانی پہ لکھیں 71

یہ حباب و کف و گرداب ادھورے ہی رہے 72

افسردگیٔ طبع تجھے مان گئے ہم 73

ہوائے تُند مرے نقشِ پا پہ چلتی آ 75

کیا کیا ہوا چلی ہے مگر پھوٹتے نہیں 77

نظمیں 79

یہ لمحے 81

وسوسے 83

مُہلت کہاں ہے 85

مرے دل میں کیا غم ہے 87

زمانے 89

وہ تکمیلی زمانے 91

زمانے سے باہر 93

www.caarwan.com

سامنے کے پھول	95
شیر کی سواری	97
تجزیے سے دُور	99
جانے کب	101
مُنیر نیازی کا غم	103
انگلستان میں چند مناظر	105
ہر سال	109
اسیری	110
زیاں	112
ماں کے لئے ایک نظم	114
ماں کی یاد میں ایک نظم	116
فرد فرد	119

www.caarwan.com

سُخنے چند

جن لوگوں سے ذہنی اور جذباتی قربت رہی ہو، ان کی شخصیت یا فکر و فن کے بارے میں کچھ لکھنا خاصا مشکل ہوتا ہے۔ برسوں پر محیط مانوسیت، مطلوبہ حد تک معروضیت کو ممکن نہیں رہنے دیتی جو درست فنی محاکے اور تنقیدی تجزیے کے لیے ضروری ہے۔ اس کے باوجود میرے لیے ڈاکٹر خورشید رضوی یا ان کی شاعری کے بارے میں اظہارِ خیال کچھ ایسا مشکل نہیں، لیکن سوال یہ ہے کہ ماہ و سال کی دوریوں پر پھیلے اور خیال و خواب کی وسعتوں میں جھلملاتے لمحوں کو الفاظ کی گرفت میں کس طرح لایا جائے۔ یہ اس لیے کہ میں کچھ باتیں آغازِ دوستی کے دل کُشا ایام کے حوالے سے کہے بغیر ان کے فن کے بارے میں کچھ بھی نہیں کہہ سکتا۔ کسی نے فلسفی کے بارے میں کہا ہے کہ جب تک وہ سب کچھ نہ کہہ لے، وہ کچھ بھی نہیں کہہ سکتا۔

He cannot say anything unless he says all.

اصل بات یہ بھی ہے کہ آغازِ دوستی کے دنوں کی یادیں ہمیں اس قدر عزیز ہیں کہ ہم موقع بے موقع ان کا ذکر کیے بغیر رہ نہیں سکتے، اور اب تو مناسبت بھی پیدا ہو گئی ہے کیونکہ ذکر خورشید رضوی اور ان کی شاعری کا ہے، اور تقریب ان کے مجموعۂ شاعری ''دیریاب'' کے پیش لفظ کی ہے، جس کی اشاعت ان کے کلیات ''یکجا'' پر ایک خوبصورت اضافہ ہے اور اسی لیے ''دیریاب'' کے عنوان میں معنویت کی ایک اور جہت بھی پیدا ہو گئی ہے۔

یہ ان دنوں کی بات ہے جب ہم اپنی تعلیم کے تکمیلی مراحل میں تھے اور یہ وہ دن تھے جب آسمان

www.caarwan.com

بہت گہرا نیلا ہوا کرتا تھا، پھولوں کے رنگ بہت شوخ ہوتے تھے، اور ان کی خوشبوئیں ایسی تند و تیز کہ لگتا تھا مشامِ جاں میں اتر رہی ہیں۔ آس پاس کچھ ایسا ٹھہراؤ تھا کہ زندگی کا ہر خوبصورت نقش دل پر ثبت سا ہو جاتا تھا۔ ان دنوں کی یادیں خورشید رضوی کی شاعری میں جگہ جگہ بکھری ہوئی ہیں، ان کے ایک مجموعۂ شاعری کی نظم ''اورینٹل کالج کے لیے ایک نظم'' — براہ راست انھیں دنوں کی یاد دلاتی ہے۔

اٹھتی ہے حنائی بام و در سے
کھوئے ہوئے حافظے کی خوشبو
پھر جاگ اٹھے ہیں دشتِ دل میں
سوئی ہوئی ساعتوں کے آہو
ہر سنگ یہاں کا آئنہ ہے
ماضی کا جو عکس لے رہا ہے

(سرابوں کے صدف)

جن دنوں کا سطورِ بالا میں ذکر ہوا، وہ جاگتی آنکھوں سے خواب دیکھنے کے دن بھی تھے، اور ان کی تعبیر تلاش کرنے کے دن بھی۔ ہمارے انھیں خوابوں میں ایک عرضِ ہنر کا خواب بھی تھا، جو اپنے ہر خواب کی طرح ہمیں بہت عزیز تھا کیونکہ اس کے شاخ و برگ ہمارے باطن سے پھوٹے تھے اور موافق آب و ہوا پا کر شاخِ گل کی طرح انگڑائیاں لے رہے تھے۔

بقول میر:

شوقِ قامت میں ترے اے نونہال
شاخِ گل لیتی رہی انگڑائیاں

شوقِ قامت نے بڑی بڑی قیامتیں ڈھائیں۔ پھر بھی علم و آگہی کی منزلوں کی طرف سفر جاری

www.caarwan.com

رہا۔ مشترکات نے انفرادیتوں کا روپ دھارا، اور اظہار یا تکمیل ذات کی خواہش نئے نئے مقاصد کی تخلیق کرتی چلی گئی۔ خورشید رضوی کی شاعری، خاص احباب کے دائرے سے نکل کر اربابِ نقد و نظر تک پہنچی تو سب کے لیے فردوسِ گوش ثابت ہوئی۔ ان کے پہلے مجموعۂ کلام ''شاخِ تنہا'' کے دیباچے میں ڈاکٹر وزیر آغا نے لکھا:

''خورشید رضوی کے زیرِ نظر مجموعے میں کلاسیکیت اور رومانیت کا سنجوگ دکھائی دیتا ہے، وہ لفظ کو تراشنے اور سنوارنے کا گر جانتا ہے۔ جس کے نتیجے میں اس کے اشعار نگینوں کی طرح لو دیتے ہوئے نظر آتے ہیں، مگر صناعی کے عمل کے ساتھ ساتھ اس نے زاویہ نگاہ کی تازگی کو بھی ہر جگہ برقرار رکھا ہے اور پٹی ہوئی پامال شعری فضا سے باہر آنے میں کامیابی حاصل کی ہے۔''

خورشید رضوی کے اولین اشعار میں اس طرح کے شعر بھی تھے:

میں سوچتا تھا کہ وہ زخم بھر گیا کہ نہیں
کھلا دریچہ در آئی صبا، کہا کہ نہیں

رمز یہ کھل جائے تو دنیا میں دل پھر کیا لگے
پاس سے دیکھیں تو مٹی، دور سے دریا لگے

دل میں وہ جا بسا رگِ جاں کاٹتا ہوا
لو آج ہم نے آنکھ سے دیکھا، سنا ہوا

اگر لہو ہے تو آنکھوں میں کیوں نہیں آتا
یہ موجِ خوں ہے کہ موجِ سراب دل میں ہے

www.caarwan.com

ان کے پہلے مجموعۂ شاعری کے بارے میں قابلِ ذکر بات یہ بھی ہے کہ اس کا انتساب مجید امجد کے نام کیا گیا ہے۔ یہ انتساب بہت حد تک ان کے تخلیقی مطمحِ نظر کو ظاہر کرتا ہے لیکن راقم کے لیے اس کی اہمیت یہ ہے کہ غالب اور اقبال کی طرح مجید امجد بھی ہماری مشترکہ ''محبت'' تھے۔ ان کی بعض نظمیں ہم ''مراقبۂ شاعری'' کے لمحوں میں بار بار سنتے اور سناتے تھے۔ مجید امجد جیسے رجحان ساز شاعر سے اثر لینا تعجب کی بات نہ ہوتی، لیکن خورشید رضوی نے فطری مؤثرات کی قدر و قیمت کو جاننے کے ساتھ ساتھ اپنا راستہ خود تراشنے کی سعی شروع ہی سے جاری رکھی۔ اس میں ان کے پختہ ادبی ذوق اور وسعتِ مطالعہ نے اہم کردار ادا کیا۔ نُدرتِ خیال ان کی شاعری کا سب سے بڑا وصف رہا ہے جو ہر قدم پر ان کے لیے تنوّعات کا در وا کرتا ہے۔ نُدرتِ خیال کے ساتھ ایک طرح کی قوت یا صلابت کا احساس بھی اُن کی شاعری کے مطالعہ سے پیدا ہوتا ہے۔ لیکن یہ وہ کس بل بھی نہیں جو یگانہ کی خصوصیت تھی، بلکہ یہ ایک ایسی ''فوری اظہاریت'' ہے جو ہمیں عرب شعراء کی بداہت اور قوتِ اظہار میں دکھائی دیتی ہے۔ ایسا ہونا امرِ مستبعد بھی نہیں اس لیے کہ عربی زبان و ادب ہی ان کا موضوعِ مطالعہ بھی رہے ہیں اور موضوعِ تدریس بھی۔ یہ اور بات ہے کہ وہ انگریزی اور فارسی شعر و ادب کے ساتھ بھی گہرا ذوقی میلان رکھتے ہیں۔ بالخصوص غالب اور اقبال کی فارسی شاعری کا ایک بڑا حصہ ان کی لوحِ حافظہ پر مرتسم ہے۔ یہ ذکر آیا تو عرض کروں کہ قدرت نے خورشید صاحب کو ایسا قوی حافظہ عطا کیا ہے کہ باید و شاید۔ لیکن اچھی یادداشت اُن کے لیے وبالِ جان نہیں کہ ''چھین لے مجھ سے حافظہ میرا'' کی دعا کریں۔ بلکہ ان کی تخلیقی ذہانت کا ایک بے حد قیمتی حصہ ہے جو مطالعہ مکرّر کی حاجت سے بے نیاز رکھتا ہے۔

زیرِ نظر مجموعہ ''دریاب'' کی اشاعت سے قبل ان کے چار شعری مجموعے الگ الگ شائع ہونے کے بعد ''یکجا'' کے عنوان سے کلیات کی صورت میں بھی شائع ہو چکے ہیں۔ ''دریاب'' کے مسودے کے مطالعے کے ساتھ ساتھ ان کے کلیات پر نگاہِ بازگشت ڈالنے سے میں جن نتائج تک پہنچا ہوں، ان میں ایک یہ بھی ہے کہ خورشید رضوی نے زندگی کے مظہری پہلوؤں کو، جو عناصرِ جمال سے خالی نہیں، داخلی تجزیوں کی صورت میں دیکھا ہے اور یوں داخلیت اور خارجیت کا ایک خوبصورت امتزاج پیدا کیا ہے، جو اگر ایک طرف نفسیاتی بصیرتوں کی صورت اختیار کرتا ہے تو دوسری طرف بعض

www.caarwan.com

قابلِ توجہ جمالیاتی تجسیمات (Aesthetic Constructs) کو بھی وجود میں لاتا ہے — اس حوالے سے چند شعر ملاحظہ ہوں:

اے مرے زاویۂ دل میں مہکتی ہوئی یاد
اک چنبیلی کی طرح پھولتی پھلتی چلی جا

اے کرن تجھ کو بھٹکنا ہے اِن آئینوں میں
ہاتھ ملتی چلی جا، رنگ بدلتی چلی جا

ابھی اس راہ سے گزری ہے وہ پھولوں بھری رُت
اے صبا نقشِ قدم دیکھ کے چلتی چلی جا

زندگی گزری بہت پُرلطف بھی سنسان بھی
سردیوں کی رات کی تنہا مسافت کی طرح

دو گھڑی کے اس تماشے میں کبھی ہم کو بھی دیکھ
ہم بھی رہتے ہیں اِس آئینے میں صورت کی طرح

سمٹ گئی میری وسعت کہ میری ذات بنے
سو اب ہوں نوحہ کناں، کیوں وجود میں آیا

آخرِشب کی ہوا سے کھل گئے باطن کے در
تیرگی میں دیر تک دیکھا کئے انوارِ خاک

خورشید رضوی نے کہیں کہیں روایتی اسالیب کو بھی برتا ہے (کبھی ہم بھی کسی کی بزم سے بسمل نکلتے تھے)، لیکن تازہ کاری کی لے ان کے ہاں مدھم نہیں ہونے پاتی۔ روایت سے استفادہ اگر

www.caarwan.com

روایت کو آگے بڑھانے کے لیے ہو تو اس کو روایت کے مثبت اثرات سے ہی تعبیر کرنا چاہئے۔ میں نے گزشتہ سطور میں ''نُدرتِ خیال'' کا ذکر کیا تھا۔ اس میں ذرا سی توسیع ضروری محسوس ہوتی ہے، خورشید رضوی شدتِ احساس کے شاعر ہیں، لیکن ان کے ہاں شدتِ احساس نُدرتِ خیال ہی کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو ان کی شاعری صرف دروں بینی کی شاعری ہوتی، جبکہ ایسا نہیں، کیونکہ نُدرتِ خیال کا سروسامان انھیں عالمِ فطرت کی رنگینی اور رعنائی ہی سے ملتا ہے۔ صرف چند شعر اس خیال کی وضاحت کے لیے درج ذیل ہیں:

سرِ بُریدہ کی صورت، ہوا سے گر ہی نہ جائے
گلاب شاخ پہ پھوٹا نہیں رکھا ہوا ہے

یہ زندگی ہے کسی کے مکاں کا سناٹا
ہم انتظار میں ہیں اور وہ گیا ہوا ہے

ممکن ہے کہ صحرا کو گلستاں میں بدل دیں
کچھ اس سے مگر وحشتِ آہو نہیں جاتی

تصویرِ لبِ یار سے، سوکھے ہوئے گُل سے
سُرخی بھی چلی جائے تو خوشبو نہیں جاتی

اگرچہ خورشید رضوی نے غزل ہی میں تسکینِ خاطر کا برگ وساماں پایا، لیکن انھوں نے نظمیں بھی برابر لکھیں اور بعض نظمیں ایسی ہیں کہ انھیں اچھے اچھے نظم گوؤں کی صف میں لا کھڑا کرتی ہیں۔ — زیرِ نظر مجموعے کی نظم ''زمانے'' ایسی مکمل نظم ہے کہ اوّلین قراءت میں یاد ہو جاتی ہے، خاص طور پر یہ مصرعے بھول نہیں سکتے:

''زمانے جن میں میں تھا ہی نہیں
کیوں یاد آتے ہیں''

www.caarwan.com

اسی طرح ''وہ تکمیلی زمانے'' بھی بھرپور تاثر چھوڑتی ہے۔ ''زمانے سے باہر'' ایک انوکھے خیال کو بیان کرتی ہے۔ اِس میں اُس لمحۂ منتظر کا بیان ہے جو کسی اجنبی سمت سے آئے گا تو دم دار ستارے کی صورت میں آئے گا اور قطاروں میں بھٹکتے مداروں کو:

''مقراض کے طور سے
جانب عرض میں قطع کرتا نکل جائے گا''

اس نظم کا اختتام بھی خیال انگیز ہے:

''زمانے کے اس بانجھ پن کا مداوا
اُسی کا رہیں ہے۔
جدھر دیکھتے ہو
اُدھر کچھ نہیں ہے''

ایک نظم جو منیر نیازی کی وفات پر لکھی گئی، منیر نیازی کے رنگ میں ڈوب کر لکھی گئی ہے:

امید کسی کے آنے کی
یا دور سے بات سنانے کی
ان دیکھی چھب دکھلانے کی
ہر بات میں دیر لگانے کی
اب ٹُوٹ گئی
وہ نین نشیلے بند ہوئے
وہ صورت ہم سے روٹھ گئی

افسردہ، سرد اندھیرے میں

www.caarwan.com

یہ ایک کرن بھی بجھ گئی ہے
اک دُور کے طاق پہ جلتی ہوئی
اک شمع انوکھی بجھ گئی ہے

منیر نیازی کے لیے ''دور کے طاق پہ جلتی ہوئی شمع'' کا استعارہ بے حد بلیغ ہے اس لیے کہ وہ اپنے قریب رہنے والوں کے لیے بھی بہت remote تھے، شاید اس لیے کہ ان کی ذات کا کوئی سرا Mythical Time سے الجھا ہوا تھا جس تک، اُن کے سوا، کسی اور کی رسائی نہیں تھی۔

''دریاب'' میں شامل خورشید رضوی کی شاعری کا جذباتی مافیہ، ظاہر و باطن کی جدلیت سے ابھرتا ہے۔ جس کی صورت پذیری خلوت و جلوت کے تضاد سے وجود میں آتی ہے۔ اس جدلیت میں جو حرکتِ آمد و شد ہے، وہ خورشید کی شاعری کے باطنی تحرک کو متعین کرتی ہے۔ یہی تحرک ہے جو رنگینیٔ فکر کا باعث بھی ہے اور ان کی شعری جمالیات کی اساس بھی۔

''دریاب'' عہد کی شاعری میں ایک خوبصورت اضافہ ہے۔

ڈاکٹر اسلم انصاری

۲۶ مارچ، ۲۰۱۳

www.caarwan.com

حمد

تجھ سے جی لگتا ہے میرا، جانِ تنہائی ہے تو
میرے اندر کا جہاں ہے، دل کی گہرائی ہے تو

یہ زمیں یہ سبزہ و گُل، یہ فلک یہ مہر و ماہ
اے مصوّر سب کی روحِ نقش آرائی ہے تو

تو پرندوں کو فضا میں تھامتا ہے دمبدم
بال و پر کا زور، ہمّت کی توانائی ہے تو

جھومتی شاخیں، مہکتے گُل، چہکتے خوش نوا
ساری رونق تیرے دم سے، سب کی زیبائی ہے تو

www.caarwan.com

تو بصارت اور سماعت بخشتا ہے خاک کو
پیکروں کے درمیاں وجہِ شناسائی ہے تو

کون ہے فرماں روائے بحر و بر تیرے سوا
خاک کی وسعت ہے تو، پانی کی پہنائی ہے تو

حکم سے تیرے ڈھلا کرتے ہیں گوہر زیرِ آب
تیرگی کی روشنی، ظلمت کی بینائی ہے تو

تیرے دم سے چار سُو نقش و نگارِ نو بہ نو
اور ان کے درمیاں احساسِ یکتائی ہے تو

www.caarwan.com

سرگوشی

دلِ غمِ ہستی کے ہاتھوں خوں فشاں ہے
تو کہاں ہے
رخ پہ پھر اشکوں کا سیلابِ رواں ہے
تو کہاں ہے

اے رگِ جاں سے قریں تر
فاصلے سے جلوہ افگن ہو
کہ میں کچھ دیکھ پاؤں
ثبت کر ماتھے پہ میرے اپنے بوسے کا نشاں
اپنا دستِ غیب مرہم کی طرح دل پر اتار

www.caarwan.com

ریت کی دیوار کی صورت
ہوائے تُند کی زد پر یہ عمرِ رائگاں ہے
تو کہاں ہے

www.caarwan.com

نعت

پھر رہِ نعت میں قدم رکھا
پھر دمِ تیغ پر قلم رکھا

شافعِؐ عاصیاں کی بات چلی
سرِ عصیاں ادب سے خم رکھا

صانعِ کُن کی غایتِ مقصود
جس کی خاطر یہ کیف و کم رکھا

باعثِ آفرینشِ افلاک
خاک کو جس نے محترم رکھا

www.caarwan.com

آستاں پر اُسی کے جھکنے کو
آسماں کی کمر میں خم رکھا

مِدحتِ شانِ مصطفیٰؐ کے لئے
دل میں سوز اور مژہ میں نم رکھا

ہاں اُسی آخریں نوا کے لئے
سازِ ہستی میں زیر و بم رکھا

تو نے اے چارہ سازِ اُمّتیاں
دھیان سب کا بچشمِ نم رکھا

دکھ کسی کا ہو، اپنے دل پہ لیا
تو نے ہم سے وہ ربطِ غم رکھا

تیری ہستی نے فرقِ اُمّت پر
تاجِ سرتاجیٔ اُمم رکھا

www.caarwan.com

ہر زمانہ ترا زمانہ ہے
سب زمانوں کو یوں بہم رکھا

کوششِ نعت نے مجھے خورشیدؔ
خود سے شرمندہ دم بدم رکھا

لفظ عاجز ہوئے تو آخرِ کار
چشمِ تر نے مرا بھرم رکھا

www.caarwan.com

مدینہ میں ایک آرزو

یہ در و بام و گنبد و محراب
سر بسر ہیں مری نظر کا حجاب

کاش پھر سے وہی مدینہ ہو
پھر وہی شہرِ پُر سکینہ ہو

کچّی گلیاں ہوں کچّی دیواریں
اور کھجوروں کے شاخچوں کی چھتیں

کُو بہ کُو نقشِ پائے احمدؐ ہو
سُو بہ سُو خوشبوئے محمدؐ ہو

www.caarwan.com

آنکھ روشن ہو رُوئے انور سے
چھو سکیں ہاتھ، پائے اطہر سے

صورتیں ہوں نبیؐ کے پیاروں کی
جس طرح مشعلیں ستاروں کی

شیشۂ جاں میں ہو نہ بال کوئی
دل میں اٹھتا نہ ہو سوال کوئی

اہلِ منزل نہ راستہ پوچھیں
آنکھ سے دیکھ لیں تو کیا پوچھیں

سامنے نور ہو حقیقت کا
ابر حائل نہ ہو روایت کا

نہ دلیلوں کی ٹھوکریں کھائیں
جو سنیں دوڑ کر بجا لائیں

www.caarwan.com

www.caarwan.com

غزلیں

www.caarwan.com

www.caarwan.com

سب کہے دیتی ہے اشکوں کی روانی افسوس
راز دل میں ہے کہ چھلنی میں ہے پانی افسوس

پیشِ آئینہ لُبھاتا ہے بُڑھاپے کا وقار
ہم نہیں کہتے کہ افسوس جوانی افسوس

قیدِ تنہائی ہے یکتائی میں زندہ رہنا
دل پہ افسوس، کہ رکھتا نہیں ثانی، افسوس

جس طرح تُند ہواؤں سے الجھتے ہیں چراغ
عمر بھر فکرِ بقا میں رہے فانی افسوس

www.caarwan.com

تم نے اے اہلِ خرد، چھان لئے ہفت افلاک
خاک ویرانۂ دل کی نہیں چھانی افسوس

صبح ہوتے ہمیں دیکھا تو بھلا کیا دیکھا
اب کہاں آخرِ شب کی وہ روانی افسوس

www.caarwan.com

دشتِ غربت میں پڑے خوابِ وطن دیکھتے ہیں
روزنِ دام سے ہم سیرِ چمن دیکھتے ہیں

خود نمائی سے بہت دُور، نمو سے مجبور
شہر ہی دیکھتے ہیں پھول، نہ بن دیکھتے ہیں

تکتے رہ جاتے ہیں حیرت سے، اس آئینے کو
کسی سینے میں جو اپنی سی لگن دیکھتے ہیں

اب جراحت کے بھی وہ رنگ نہیں پہلے سے
زخمِ نو دیکھتے ہیں، داغِ کُہن دیکھتے ہیں

www.caarwan.com

تابِ نظّارہ نہیں اور ہوسِ دید میں لوگ
کاسۂ آب میں سورج کا گہن دیکھتے ہیں

www.caarwan.com

خوب و نا خوب کی جاں سوز یہ کاہش کیوں ہے
دل جسے ترک کرے دل میں وہ خواہش کیوں ہے

پار کیوں میری نظر کو نہیں جانے دیتے
آنکھ پر حلقۂ آفاق کی بندش کیوں ہے

کیوں پہاڑوں کو امانت سے سبکدوش کیا
آدمی پر غم و آلام کی یورش کیوں ہے

خون ہے جن کا جگر خود کو چھپاتے کیوں ہیں
جو ہیں بے رنگ اُنہیں ذوقِ نمائش کیوں ہے

www.caarwan.com

دل سے تصدیقِ زباں کیوں نہیں ہونے پاتی
خوں ہے خاموش تو پھر حرف کو جنبش کیوں ہے

زخم در زخم ترے دستِ جفا سے ہے مگر
دل ترے نام پہ مجبورِ ستائش کیوں ہے

www.caarwan.com

وہی خوشبو کبھی گلشن سے، کبھی بن سے نکال
وہی آتش کبھی گُل سے، کبھی آہن سے نکال

آنکھ کو وسعتِ صحرا کا تماشائی کر
نگہِ مردہ و افسردہ کو روزن سے نکال

کر کچھ ایسا کہ تری خاک میں پرواز آئے
اب کوئی اسپِ فلک سیر، اِسی توسن سے نکال

مجھ سے مرمر کا وہ ترشا ہوا بت کہتا تھا
فن مری راہ کا پتھر ہے مجھے فن سے نکال

www.caarwan.com

قُربِ منزل کی بشارت ہے بہت دُور کی بات
راہبر، پہلے ہمیں، پنجۂ رہزن سے نکال

تیری پہچان نہ بن جائے مرے خون کا داغ
یہ کوئی پھول نہیں ہے اسے دامن سے نکال

www.caarwan.com

ریت کی طرح نہ مُٹھّی سے پھسلتی چلی جا
اے مری عمرِ رواں، یوں بھی نہ ڈھلتی چلی جا

پاؤں مُحکم نہیں پڑتا ہے تو آزُردہ نہ ہو
ٹھوکریں راہ کی برحق ہیں، سنبھلتی چلی جا

ذوقِ پروانگی پایا ہے تو جلنا ہو گا
شمع بن جانے کی دُھن ہے تو پگھلتی چلی جا

اے مرے زاویۂ دل میں مہکتی ہوئی یاد
اک چنبیلی کی طرح پھولتی پھلتی چلی جا

www.caarwan.com

اے کرن تجھ کو بھٹکنا ہے ان آئینوں میں
ہاتھ ملتی چلی جا، رنگ بدلتی چلی جا

ابھی اِس راہ سے گزری ہے وہ پھولوں بھری رُت
اے صبا نقشِ قدم دیکھ کے چلتی چلی جا

دل ابھی سیر نہیں رات کی سرشاری سے
ہے اگر صبحِ قیامت بھی تو ٹلتی چلی جا

www.caarwan.com

یہ سب زمین و زماں پھر بنانا چاہتا ہوں
بگڑ گیا ہے جہاں، پھر بنانا چاہتا ہوں

مری نظر میں یہ دیوار و در نہیں ہیں درست
سو میں گرا کے مکاں پھر بنانا چاہتا ہوں

وہ جن میں ہوں نئے امکاں نئے نئے شب و روز
میں اپنے وہم و گماں پھر بنانا چاہتا ہوں

جو میرے اپنے ہوں اور میرے اپنے ہاتھ میں ہوں
وہی خدنگ و کماں پھر بنانا چاہتا ہوں

www.caarwan.com

بہت دنوں سے اِسے سُن کے جاگتے نہیں دل
حرم کی طرزِ اذاں پھر بنانا چاہتا ہوں

بجا کہ خنجرِ قاتل نے کاٹ دی رگِ جاں
تو کیا ہوا، رگِ جاں پھر بنانا چاہتا ہوں

زمینِ مردہ کو دیتا ہوں خونِ دل خورشید
میں اِس میں ذرّۂ جاں پھر بنانا چاہتا ہوں

www.caarwan.com

مسکراہٹ نقش ہے ہونٹوں پہ عبرت کی طرح
نم بہت کم رہ گیا آنکھوں میں حیرت کی طرح

زندگی گزری بہت پُرلطف بھی، سنسان بھی
سردیوں کی رات کی تنہا مسافت کی طرح

آدمی کی خصلتوں ہی میں ہے اُس کی سرنوشت
ہے مرا رنگِ طبیعت میری قسمت کی طرح

کھیلتی ہیں آج اک دشتِ محن میں بار بار
میرے بالوں سے ہوائیں تیری عادت کی طرح

www.caarwan.com

جانے کس لمحے کوئی محشر بپا ہو جائے گا
سب کے دل میں ایک لمحہ ہے قیامت کی طرح

اُس کی چاہت ہی سہی، اوروں کی نفرت سے بھی ڈر
یہ بھی پتھر کا نوشتہ ہے، محبت کی طرح

دو گھڑی کے اِس تماشے میں کبھی ہم کو بھی دیکھ
ہم بھی رہتے ہیں اِس آئینے میں صورت کی طرح

www.caarwan.com

فصیلِ ذات گری، قید سے رہا ہوئے ہم
خیالِ غیر کی وسعت سے آشنا ہوئے ہم

حصارِ لفظ میں آتا نہ تھا ملالِ دروں
زبانِ حال سے آخر کہیں ادا ہوئے ہم

نظر کریں تہِ دل پر تو ہیں وہی کے وہی
کبھی جو آئنہ دیکھیں تو کیا سے کیا ہوئے ہم

چمن میں کھینچ کے لائی تھی جستجو جن کی
وہ نکہتیں نہیں باقی تو لو، ہوا ہوئے ہم

www.caarwan.com

یہ کس کا زہرِ جدائی لہو میں تیرتا ہے
ہمیں تو کچھ بھی نہیں یاد، کب جدا ہوئے ہم

نہاں تھی سنگ میں آتش کہ جل کے راکھ ہوئے
نہ ابتدا بھی ہوئی تھی کہ انتہا ہوئے ہم

فغاں کہ اک دلِ بے مدّعا تھا سینے میں
عبث جہاں میں مگر صرفِ مدّعا ہوئے ہم

کہاں سے لائیے خود کو کہ خود کو دیکھ سکیں
جب اپنے آپ سے گزرے تو رُونما ہوئے ہم

www.caarwan.com

میں لازماں سے چلا رفت و بُود میں آیا
سو رفتہ رفتہ حدود و قیود میں آیا

سمٹ گئی مری وسعت کہ میری ذات بنے
سو اب ہوں نوحہ کناں کیوں وجود میں آیا

سدا رہا مرا رنگِ پریدہ سب سے الگ
ستارہ وار سپہرِ کبود میں آیا

دلِ رمیدہ ہے اپنی ہی ساعتوں کا مُقیم
یہ خود نگر نہ کبھی دیر و زود میں آیا

www.caarwan.com

ہوئی نگاہ کو ایک اور آسماں کی تلاش
اِک آسماں جو نگہ کی حدود میں آیا

بہت دنوں میں مرا دل بھی آج تھا مرے ساتھ
عجیب لُطف قیام و سجود میں آیا

www.caarwan.com

❁

دلوں میں حیثیتِ رفتگاں بدل جائے
اگر یہ وہمِ زمان و مکاں بدل جائے

عجب نہیں کہ ستارہ کوئی گزرتا ہوا
مدارِ گردشِ سیّارگاں بدل جائے

زمین بھی ہو نئے سورجوں میں گھر کے نئی
زمیں کے سر پہ اگر آسماں بدل جائے

یہ کُہنگی جو بہار و خزاں میں ہے، نہ رہے
نئی ہوائیں چلیں گلستاں بدل جائے

www.caarwan.com

نظارہ کیا ہے بس اک زاویہ نگاہ کا ہے
نگاہ بدلے تو یہ خاکداں بدل جائے

ہر ایک ذرّہ ہے اپنی جگہ جہاں کی شناخت
اگر جہاں میں نہ ہوں ہم، جہاں بدل جائے

www.caarwan.com

سایہ بن جاؤں، نہ پل بھر تجھے تنہا چھوڑوں
چھوڑ دوں اپنا وطن، اپنا قبیلہ چھوڑوں

محفلِ غیر میں بھی تجھ کو خراماں دیکھوں
زندہ ہے آنکھ تو کیوں ذوقِ تماشا چھوڑوں

گونج دھڑکن کی سنوں گنبدِ دل میں محصور
دل سے باہر جو نکلتا ہے وہ رستہ چھوڑوں

اپنے ہونے کا پتہ دینے کی دُھن کیسی ہے
پاؤں جل جائیں مگر نقشِ کفِ پا چھوڑوں

www.caarwan.com

آنکھ کو بند کروں اور نظر کو اپنی
اپنے اندر کی شبِ تار میں تنہا چھوڑوں

تو بھی اے شامِ طرب، اب مرے خوابوں سے نکل
میں بھی اے صبحِ تمنّا ترا سودا چھوڑوں

گُمرہی منزلِ نایافت پہ لے جائے مجھے
خضر کو راہنمائی میں بھٹکتا چھوڑوں

www.caarwan.com

انگشت اگر قلم نہ ہوگی
خونابۂ دل رقم نہ ہوگی

رونا ہے تو آج کُھل کے رو لو
کل تک یہ فضائے غم نہ ہوگی

یوں رات کبھی نہیں تھمے گی
یوں ذات کبھی بہم نہ ہوگی

سازوں میں گُھٹے رہیں گے نغمے
گنجائشِ زیر و بم نہ ہوگی

www.caarwan.com

پروانوں کی جاں نثاریوں سے
تنہائیِ شمع کم نہ ہوگی

کب تک یہ لہو رہے گا پانی
کب تک تری آنکھ نم نہ ہوگی

اِن زنگ لگے ہوئے دلوں میں
فکرِ کم و بیش، کم نہ ہوگی

سوچا ہے کہ آج ہم نہ ہوں گے
یا کاہشِ دمبدم نہ ہوگی

www.caarwan.com

ترے بھی دل پہ اثر کر گیا سُخن آخر
ہزار سنگ مقابل ہو، فن ہے فن آخر

اگر لُٹے ہیں تو پھر منزلوں سے دُور نہیں
کہ راستوں پہ ہی بیٹھے ہیں راہزن آخر

کمالِ ضبط ملا ہے مجھے مگر پھر بھی
سلگ اٹھا غمِ پنہاں سے پیرہن آخر

کبھی ملو تو کدورت بھی چھٹ ہی جائے گی
کہ دائمی تو نہیں چاند کا گہن آخر

www.caarwan.com

بہار میں ترا تادیر انتظار کیا
بکھر گئے ترے غم میں گُل و سمن آخر

کہیں بھی جائیں پلٹ کر یہیں پہ آنا ہے
سنبھالتی ہے ہمیں تیری انجمن آخر

www.caarwan.com

جو ہماری نہیں تھی، سر وہ مصیبت نہیں لی
شہر تیار تھا پر ہم نے ہی بیعت نہیں لی

جو میسّر تھا لُٹاتے رہے سرشاری میں
اہلِ دنیا سے کسی چیز کی قیمت نہیں لی

یک بیک ٹوٹ گیا، چارہ گری سے پہلے
دلِ بیمار نے ہم سے کوئی خدمت نہیں لی

ہم نے جو کچھ بھی کیا عمرِ دو روزہ میں کیا
ابدیّت کے لئے مرگ سے مہلت نہیں لی

www.caarwan.com

چاہنے والوں نے میرے، مجھے چاہا تو بہت
پر کسی نے مری میراثِ طبیعت نہیں لی

اِس گرانی کی سکت ہی مرے کاندھوں میں نہ تھی
بھول کر ہاتھ میں آبا کی وصیّت نہیں لی

کچھ اگر لیں تو صلہ اُس کا چکائیں کیسے
اِسی مشکل میں رہے، کوئی سہولت نہیں لی

اک نگاہِ غلط انداز بھی دنیا پہ نہ کی
رشک تو دُور، بہت دُور ہے، عبرت نہیں لی

بے سبب مشقِ سُخن سے ہے خموشی اچھی
حرف باطل ہیں اگر دل سے اجازت نہیں لی

www.caarwan.com

اب سوچتا ہوں اِس جسدِ خاک میں تھا کون
مٹّی میں شب و روز، مرے ساتھ ملا کون

تا زیست مرے واسطے دروازہ نہ کھولا
دروازے کے پیچھے مگر استادہ رہا کون

بجتی ہوئی مٹّی سے قدم میں نے نکالا
اور کون کی دہلیز پہ اک شور اٹھا، کون

میں وسعتِ افلاک میں ہوں کس سے گریزاں
پیچھا مرا کرتا ہوا آئے گا بھلا کون

www.caarwan.com

کرنا تھا اُسے یاد کہ لی درد نے کروٹ
میں کس کو جگاتا تھا یہاں، جاگ اٹھا کون

مجھ سے جو یہ کہتے ہو، مٹا دے گا تجھے عشق
کچھ یہ بھی تو فرما دیا ہوتا کہ رہا کون

www.caarwan.com

وہ کہکشاں نقوشِ قدم کی کدھر گئی
سونی ہے رہگزار جہاں تک نظر گئی

موجِ صبا نے دل سے خدا جانے کیا کہا
جوئے خیال خونِ تمنّا سے بھر گئی

وہ دن بھی تھے کہ میرے بہکنے کے باوجود
جس سمت میں گیا سو مری رہگزر گئی

یہ دن بھی ہیں کہ سر میں وہ مستی نہیں مگر
ہر لغزشِ قدم مجھے آوارہ کر گئی

www.caarwan.com

پہنچے جب اُن کے پاس تو اپنا پتہ نہ تھا
ہستی تمام راہِ طلب میں بکھر گئی

جو غم نظر پڑا اُسے دل میں سمو لیا
گو تُندیٔ شراب سے مینا بکھر گئی

دل مثلِ شانہ چاک ہوا سو ہوا مگر
بزمِ سخن میں زلفِ غزل تو سنور گئی

اِس درد کا علاج نہیں جز نگاہِ لُطف
اِس میں ازل سے آبروئے چارہ گر گئی

پھینکے ہزار سنگ یمِ ذہن میں مگر
جب دائرے تھمے وہی صورت ٹھہر گئی

خورشیدؔ آج ایک خرابے کے سائے میں
سو بار ہم پہ عمرِ گزشتہ گزر گئی

www.caarwan.com

جو عیاں تھا اُسے مستور کہا جانے لگا
دل کی دھڑکن کو بہت دُور کہا جانے لگا

شوق نے تیرے رکھا سب سے گُریزاں ایسا
رفتہ رفتہ مجھے مغرور کہا جانے لگا

یہ زمانہ ہے، یہاں سب ہے چلن پر موقوف
ابنِ منصور کو منصور کہا جانے لگا

زرد جو چیز ہوئی لوگ اُسے زر سمجھے
سنگ چمکا تو اُسے طور کہا جانے لگا

www.caarwan.com

پھوٹ نکلے گی اسی حرفِ منوّر سے سحر
جو میانِ شبِ دیجور، کہا جانے لگا

ایک تحریر پہ پہلے تو ہوئے ہاتھ قلم
پھر اُسے زیست کا دستور کہا جانے لگا

www.caarwan.com

❀

کُنجِ تنہائی میں کتراتی ہے خلوت ہم سے
بھاگتی پھرتی ہے، ویرانے میں وحشت ہم سے

اب وہ یادوں کے بھی پہلے سے خدوخال کہاں
دمبدم اور گریزاں ہے وہ صورت ہم سے

فکرِ انجام میں تازیست ہمیں الجھایا
خوب لی پیرہنِ زیست کی قیمت ہم سے

ہم تری راہ میں ناکامِ محبت ہی سہی
پھر بھی سیکھی ہے زمانے نے محبت ہم سے

www.caarwan.com

کون اندوہِ سراپا کا خریدار بنا
ہم بھی دیکھیں اُسے، ہے جس کو ارادت ہم سے

کیا ملا شورشِ انبوہ میں جا کر خورشید
پلٹ آئیں گے تو پوچھے گی قناعت ہم سے

www.caarwan.com

مجھ میں کیا کیا ہے، کہیں سونا کہیں انبارِ خاک
خاک میں مِلتا ہوں اور کُھلتے نہیں اسرارِ خاک

شرط سجدے کی کروں پوری تو دامن بھر سکوں
کانِ زر میں سر جھکاتا ہی نہیں پندارِ خاک

جانے کیوں ہر چیز اپنی اصل سے وحشت میں ہے
نور ہے ظلمت فشاں اور خاک ہے بیزارِ خاک

آخرِ شب کی ہوا سے کُھل گئے باطن کے در
تیرگی میں دیر تک دیکھا کیے انوارِ خاک

www.caarwan.com

کتنے ہنگاموں کا حاصل کتنی جنگوں کا مآل
خاک کے یہ تخت یہ خاموشیٔ دربارِ خاک

خوں رُلاتی ہے رعونت، دل دُکھاتا ہے تضاد
خاک پر جب کِبر سے ڈالے نظر کُہسارِ خاک

اے افق میں ڈوبتے سورج ذرا دامن سمیٹ
لگ نہ جائے آسماں کو بھی کہیں آزارِ خاک

www.caarwan.com

دل کے غم کو دل میں دبا لو
یہ انگارہ یہیں بجھا لو

پلکوں پر تھرّاتے قطرو
میں تم کو، تم مجھے سنبھالو

ایک خیال کے سنّاٹے میں
سو جاؤ، تقدیر جگالو

پل دو پل کی ہے یہ چھایا
پل دو پل کو ہنس لو گالو

www.caarwan.com

کب سمٹے گا یہ بکھراؤ
تیز ہوا میں اُڑتے بالو

میں پربت سمجھا تھا تم کو
دُھنی ہوئی روئی کے گالو

آندھی آنے ہی والی ہے
تنے ہوئے مکڑی کے جالو

www.caarwan.com

کبھی صاحبِ ساز کو دیکھنا
کبھی اُس کی آواز کو دیکھنا

مجھے لُطفِ پرواز سے کم نہیں
پرندے کی پرواز کو دیکھنا

گریباں میں سر ڈال کر گاہ گاہ
اُدھر کی تگ و تاز کو دیکھنا

شگفتِ چمن پر جما کر نظر
سلجھتے ہوئے راز کو دیکھنا

www.caarwan.com

تری چینِ ابرو سے قطعِ نظر
تری چشمِ غمّاز کو دیکھنا

رواں دیکھ کر تیری آنکھوں میں نم
محبت کے اعجاز کو دیکھنا

www.caarwan.com

مجھے اِس سبزۂ نو رُستہ کا ہم رنگ کر دے
مجھے اِن تتلیوں پھولوں سے ہم آہنگ کر دے

عطا کی ہے اگر جوئے کُہستاں کی روانی
تو پھر میری گزرگاہیں نہ مجھ پر تنگ کر دے

مجھے اِس بھیڑ میں ٹکرا کے چلنا ہے بہر گام
الٰہی شیشۂِ دل کو حریفِ سنگ کر دے

طبیعت کو عطا کر دے کوئی بھرپور جذبہ
جو میرے شوق کو آزادِ نام و ننگ کر دے

www.caarwan.com

مری بے خواب آنکھیں مدّتوں سے مانگتی ہیں
اک ایسا خواب جو بیداریوں کو دنگ کر دے

www.caarwan.com

کبھی ہم بھی کسی کی بزم سے بسمل نکلتے تھے
سراپا چشم جاتے تھے سراپا دل نکلتے تھے

مثالِ چاہِ نخشب تھی کبھی سینے کی گہرائی
کہ ہر ہر بات پر لب سے مہِ کامل نکلتے تھے

ہزاروں لغزشوں پر بھی نہ تھا گُم گشتگی کا ڈر
سبھی رستے بسوئے کوچۂ قاتل نکلتے تھے

کہاں کا بادباں، پتوار کیسے، ناخدا کس کا
کہ ہر سیلاب سے، گرداب سے ساحل نکلتے تھے

www.caarwan.com

یہ ذوقِ بے دلی تو اب ملا ہے ورنہ جب دیکھو
درِ دل پر تمناؤں کے سو سائل نکلتے تھے

زباں تو اب کٹی ہے ورنہ یہ عالم سخن کا تھا
کہ ہم ہر زخم کے اظہار پر مائل نکلتے تھے

بجائے حسن اب تو محملوں میں گرد ہوتی ہے
زمانے وہ گئے جب گرد سے محمل نکلتے تھے

www.caarwan.com

❁

آسماں دل پہ قیامت کی گرانی لایا
جو سنائی نہیں جاتی وہ کہانی لایا

خلق نے کھیت پہ بارش کی دعا مانگی تھی
ابر گلیوں میں گرجتا ہوا پانی لایا

اب تو آنسو بھی ٹپکتا ہے تو ڈر لگتا ہے
کہ یہ قطرہ بھی اگر عزمِ روانی لایا

دامنِ موج میں بہتے ہوئے خاشاک کا ڈھیر
کس کے گھر کی کفِ سیلاب نشانی لایا

www.caarwan.com

نہیں معلوم کہاں تھے وہ نشیمن، وہ شجر
ایک طائر کوئی پیغامِ زبانی لایا

زندگانی کی اٹھائی گئی پانی پہ اساس
موت کیوں اُس کے لئے پھر یہی پانی لایا

www.caarwan.com

خانۂ ہر رنگ میں ہے وہ مکیں ایک سا
دیکھ سکے گر اُسے چشمِ یقیں ایک سا

دیکھی ہوئی چھب کبھی، ایک نیا ڈھب کبھی
اور طرح کا کہیں، اور کہیں ایک سا

سب کے سُخن سے الگ اُس کے سُخن کی مہک
لفظ ہوں گو ایک سے، رنگ نہیں ایک سا

بدلے ہوئے بادشاہ اور وہی تاج و تخت
نام نئے سے نئے اور نگیں ایک سا

www.caarwan.com

میں تو جہاں بھی گیا، کچھ بھی نہیں تھا نیا
چشمِ فلک ایک سی، روئے زمیں ایک سا

سب کی کہانی ہے ایک، سب کا مقدّر جدا
داغِ جبیں اور اور ، رنگِ جبیں ایک سا

کل کا بھروسا نہ کر، مل بھی گئے ہم اگر
آج سے کل تک کہاں ماہِ مبیں ایک سا

www.caarwan.com

خود اُس سے دُور ہیں جس کا پتا بنے ہوئے ہیں
یہی بہت ہے کہ ہم راستا بنے ہوئے ہیں

خدائے زندہ، پکڑتا ہے تُو تو جلد پکڑ
اُنہیں کہ جو، ترے ہوتے، خدا بنے ہوئے ہیں

کوئی عِیار نہیں، صیرفی نہیں کوئی
جو سیمِ خام نہیں تھے، طلا بنے ہوئے ہیں

مثالِ چوبِ سلیماں ہماری ہستی ہے
گُھنے ہوئے ہیں مگر آسرا بنے ہوئے ہیں

www.caarwan.com

ہمیشہ ایک سی رفتار ایک سے شب و روز
کبھی تو چونکیے، یہ آپ کیا بنے ہوئے ہیں

www.caarwan.com

مآلِ صُحبتِ شب سوچنے کو آیا ہوں
کہاں چلے گئے سب، سوچنے کو آیا ہوں

وہ جس کی سوچ میں صدیوں نے مُوند لیں آنکھیں
وہ ایک بات میں اب سوچنے کو آیا ہوں

ہجومِ شہر سے دُور، اِن اُداس کھیتوں میں
اُداسیوں کا سبب سوچنے کو آیا ہوں

جو آج تک مری اپنی سمجھ میں آ نہ سکی
وہ اپنے دل کی طلب سوچنے کو آیا ہوں

www.caarwan.com

ابھی سوال نہیں تیرے آستانے پر
فقط سوال کا ڈھب سوچنے کو آیا ہوں

ہوا سے دہکے ہوئے گُل کے روبرو خورشید
کسی کی سُرخیِ لب سوچنے کو آیا ہوں

www.caarwan.com

ہجومِ اشکِ تپاں آنکھ میں رکا ہوا ہے
ہمارا حال نہ پوچھو کہ دل دُکھا ہوا ہے

سرِ بُریدہ کی صورت، ہوا سے گر ہی نہ جائے
گلاب شاخ پہ پھوٹا نہیں، رکھا ہوا ہے

ہجوم ٹوٹتا جاتا، بکھرتا جاتا ہے
کہ دل کٹے ہوئے ہیں، راستہ بٹا ہوا ہے

یہ زندگی ہے کسی کے مکاں کا سنّاٹا
ہم انتظار میں ہیں اور وہ گیا ہوا ہے

www.caarwan.com

پہاڑ جس نے بہائے ہیں وہ تو کچھ بھی نہیں
وہ سیل اور ہے جو آنکھ میں تھما ہوا ہے

صنم کے روپ میں ہوتا تو پوجتے اُسے لوگ
حجاب یہ ہے کہ وہ سامنے کھڑا ہوا ہے

سُخن کہاں سے وہ لاؤں کہ جس کو تازہ کہیں
کہ جو کہیں، یہی لگتا ہے، یہ کہا ہوا ہے

www.caarwan.com

ورِدِ زباں ہے تُو، رگِ جاں میں رواں ہے تو
دل پھر بھی جستجو میں ہے تیری، کہاں ہے تو

چشمِ عیاں تو خیر ہمیشہ سے تھی زبوں
یہ کیا ہوا کہ چشمِ نہاں سے نہاں ہے تو

حدِّ نظر پہ حلقہء آفاق بھی تو ہے
مانا کہ میں زمین ہوں اور آسماں ہے تو

دل تھک گیا امیدِ مسلسل کے بوجھ سے
اے یاس، تو کہاں ہے کہ آرامِ جاں ہے تو

www.caarwan.com

میں اپنی الجھنوں میں ہوں، تجھ سے گلہ نہیں
شامِ فراق! مجھ سے عبث بدگماں ہے تو

میں تیرا آئنہ ہوں مجھے ٹوٹنے نہ دے
میں رائگاں ہوا تو سمجھ رائگاں ہے تو

خورشید، اِک جزیرۂ تنہا ہے تیری ذات
کس کو خبر کہ شاد ہے یا سرگراں ہے تو

www.caarwan.com

آیئے چند سُخن عشرتِ فانی پہ لکھیں
خود کہانی ہو، وہ عنوان کہانی پہ لکھیں

جس سے کترا کے گزر جائیں کف وموج وحباب
حرف ایسا کوئی بہتے ہوئے پانی پہ لکھیں

کم نہیں ڈھلتی ہوئی عمر کا سونا چاندی
یہ بھی کیا ہے کہ جو لکھّیں وہ جوانی پہ لکھیں

پہلے ٹھہرے ہوئے لمحوں پہ غزل کہتے تھے
اب قصیدہ کوئی صدیوں کی روانی پہ لکھیں

www.caarwan.com

یہ حباب و کف و گرداب ادھورے ہی رہے
نقش جتنے تھے سرِ آب، ادھورے ہی رہے

نہیں معلوم کہ ہم تیری نظر میں کیا تھے
اِس فسانے کے کئی باب ادھورے ہی رہے

میں وہ قطرہ کہ بپھر کر کفِ سیلاب ہوا
تم وہ گوہر کہ تہِ آب، ادھورے ہی رہے

آج تک حسرتِ تعبیر میں دل جاگتا ہے
کتنا اچھا ہوا، کچھ خواب ادھورے ہی رہے

www.caarwan.com

افسردگیٔ طبع تجھے مان گئے ہم
ہم جان سے جاتے ہیں مگر تو نہیں جاتی

ظاہر پہ مسرّت کا چھڑکتے ہیں بہت عطر
باطن سے اُداسی کی مگر بُو نہیں جاتی

ممکن ہے کہ صحرا کو گلستاں میں بدل دیں
کچھ اِس سے مگر وحشتِ آہو نہیں جاتی

تصویرِ لبِ یار سے، سُوکھے ہوئے گُل سے
سُرخی بھی چلی جائے تو خوشبو نہیں جاتی

www.caarwan.com

سونپوں گا اُسے اپنی طبیعت کا توازن
اب مجھ سے سنبھالی یہ ترازو نہیں جاتی

www.caarwan.com

ہوائے تُند مرے نقشِ پا پہ چلتی آ
کوئی نشان کسی راہ پر نہ رہ جائے

ہو میرے نام سے منسوب فلسفہ نہ کوئی
فسادِ خلق میں میرا اثر نہ رہ جائے

خود اپنی گرمئ تابِ سُخن سے ڈرتا ہوں
کہ یہ نوا ہی کہیں معتبر نہ رہ جائے

میں صرف اپنا دوامِ خلوص چاہتا ہوں
یہ اک متاع مری میرے گھر نہ رہ جائے

www.caarwan.com

میں اپنے اشک مژہ در مژہ بکھیر سکوں
کہ ہو سکے تو کوئی بے بصر نہ رہ جائے

www.caarwan.com

کیا کیا ہوا چلی ہے مگر پھوٹتے نہیں
یارب یہ کس زمین میں بوئے ہوئے ہیں ہم

پکڑے گئے ہیں چور کی مانند ناگہاں
آنکھیں چُرا رہے ہیں کہ روئے ہوئے ہیں ہم

تم ہی نہیں ہو ورنہ سرِ رہگزار آج
کیا کیا سُخن کے پھول پروئے ہوئے ہیں ہم

گزرا کرے سفید و سیہ سیلِ روز و شب
اِک کُنجِ دیریاب میں سوئے ہوئے ہیں ہم

www.caarwan.com

www.caarwan.com

نظمیں

www.caarwan.com

www.caarwan.com

یہ لمحے

مرے اور ترے درمیاں
خامشی کا تکلّم
کہ جس میں ''نہ کہنا'' دلیلِ محبت ہوا ہے
یہ گہری نگاہیں
کہ جو وقت سے ماورا ہیں

یہ لمحے کہ نکلے ہیں سلکِ زمانہ سے باہر
یہ آزاد گوہر
خود اپنی امنگوں کے مخمل پہ غلطاں

اِنہیں ہم ہتھیلی پہ لے لیں

www.caarwan.com

اور اِن کی ابدگیر سیمابیت میں اُتر کر
سدا تھرتھرائیں
کبھی روز و شب کے
شمار و تسلسل میں واپس نہ جائیں

www.caarwan.com

وسوسے

سمندر کے پانی پہ
اک موج چلتی ہے
پر موج کے پاؤں دیکھے ہیں کس نے؟

نہ موجوں کے ہوتے ہیں پاؤں
نہ سانپوں کے ہوتے ہیں پاؤں
مگر اِن کی رفتار سے کس کو انکار ہے؟

دلوں میں جو اندیشے چلتے ہیں
اور ہاتھ آتے نہیں ہیں
اُنہیں موج کہیے؟

www.caarwan.com

اُنہیں سانپ کہیے؟

اُبھرتے ہیں، مٹتے ہیں
ہوتے ہیں وہ جل میں جل
تو کیا موج ہیں وہ؟

اندھیروں میں ڈستے ہیں
آتے ہیں اپنے بِلوں سے نکل
تو کیا سانپ ہیں وہ؟

www.caarwan.com

مُہلت کہاں ہے

مجھے اپنے اندر کے
سیلِ فراواں کی یلغار میں
اتنی مُہلت کہاں ہے
کہ میں اپنے باہر بھی دیکھوں

یہ سیلِ فراواں
کہ میرا موکّل نہیں
میرے تابع نہیں ہے
مجھے میری تنہائی کی آب رَو میں
بہائے لئے جا رہا ہے
دبائے ہوئے اپنی مضبوط مُٹھی میں میری ایال

www.caarwan.com

اُڑائے لئے جا رہا ہے

مری اپنی تُندی سے
میرے کناروں پہ اُڑتا ہوا کف بھی
تم دیکھتے ہو
مجھے اتنی مُہلت کہاں ہے

www.caarwan.com

مرے دل میں کیا غم ہے

مرے دل میں کیا غم ہے
کیوں میرے دل کو
کسی طرح کی کامیابی لُبھاتی نہیں ہے

یہ آنسو
جو چڑھتی ہوئی دھوپ کے روبرو
کپکپاتے ہیں
اور داد پاتے نہیں ہیں
یہ کیوں میری آنکھوں کے حیراں مکیں ہیں

نہ دیکھے کی خواہش میں

www.caarwan.com

دیکھے ہوئے سے گریزاں نگاہیں
کسے ڈھونڈتی ہیں

www.caarwan.com

زمانے

زمانے جن میں میں تھا ہی نہیں
کیوں یاد آتے ہیں

زرہ بکتر میں دھڑکن
زین میں رہوار کی جنبش
پیاپے زخم
اور زخموں کے اندر راکھ رکھتی
باوفا پوریں

کھنکتی چوڑیاں جن کی کھنک پر
پھر نئے عزمِ وغا کا طبل بجتا تھا

www.caarwan.com

زمانے جن میں میں تھا ہی نہیں
کیوں یاد آتے ہیں

www.caarwan.com

وہ تکمیلی زمانے

زمانے جن میں انساں
اپنے باطن کے
گھنے سائے میں رہتا تھا

ارادوں کے وہ تار و پود
جن میں کتنے سالوں، کتنی صدیوں کے
نمونے بافت میں اٹھتے تھے
اور کرگھے کے اندر پاؤں کی جنبش
کسی فوری ضرورت سے کبھی رکتی نہیں تھی

فنا میں پائداری کی جھلک تھی

www.caarwan.com

دیوتا انسان کے پیکر میں رہتے تھے
ہر اک وعدے کا ایفا
سر کی قیمت پر ضروری تھا
وہ تکمیلی زمانے اب کہاں ہیں

اب تو ہر وعدہ، ارادہ
لمحہ لمحہ
اک نہ اک فوری ضرورت کی
گراں، سفّاک ٹھوکر سے
(جو نابینا ہے)
کچّے کانچ کے برتن کی صورت ٹوٹ جاتا ہے

www.caarwan.com

زمانے سے باہر

زمانی تسلسل میں
میں کام کرتا نہیں ہوں
زمانے سے باہر کی رَو چاہیے میرے دل کو

زمانہ تو اک جزر ہے
مَد تو باہر
کسی لازماں، لامکاں سے اُمڈتا ہے

قطاروں میں لگنے سے حاصل نہیں کچھ
کہ وہ لمحۂ منتظر تو
کسی اجنبی سمت سے آتے

www.caarwan.com

دُم دار تارے کی صورت
— جو صدیوں میں آتا ہے —
آئے گا اور ان قطاروں میں بھٹکے مداروں کو
مِقراض کے طور سے
جانبِ عرض میں قطع کرتا نکل جائے گا

زمانے کے اِس بانجھ پن کا مداوا
اُسی کا رہیں ہے
جدھر دیکھتے ہو
اُدھر کچھ نہیں ہے

www.caarwan.com

سامنے کے پھول

ہیں ہزاروں کام
جن کی دُھن میں ہم پیہم رواں ہیں
سامنے کے پھول آنکھوں سے نہاں ہیں

خواب سے لگتے ہیں اب ہم کو
پرندے اور اُن کے آشیانے
اور درخت
ڈوبتے سورج کا منظر خواب ہے
خواب ہے مہتاب
اور شب کی ردا میں
جگنوؤں جیسے ستارے بھی ہیں خواب

www.caarwan.com

مدّتوں پہلے کا خواب
جس کے خدّوخال بھی اب ذہن میں روشن نہیں

وہ مناظر، وہ نگاہیں
اب کہاں ہیں
سامنے کے پھول آنکھوں سے نہاں ہیں

www.caarwan.com

شیر کی سواری

چلو شیر کی ہم سواری کریں
چلو جنگلوں میں چلیں
شیر کی ہم سواری کریں

رکھے اُس کی گردن پہ ایندھن کا گٹھا
لئے اپنے کاندھے پہ لانبی کلہاڑی
دو رویہ درختوں سے گزریں
تو شاخوں پہ بیٹھے پرندوں کی تسبیح پہچانتے ہوں

وحوش و بہائم
ہمارے لئے ہٹ کے اور چھٹ کے

www.caarwan.com

رستا بنائیں
ہمیں جانتے ہوں

چلو شیر کی ہم سواری کریں

www.caarwan.com

تجزیے سے دُور

تجزیے سے دُور
اِن الجھی ہوئی بحثوں سے دُور
صرف دل کی چاپ پر چلتے ہوئے
اِس طرح پا جائیں اَن دیکھے حقائق کا سُراغ
آسماں کی وسعتِ بے سمت میں
جیسے پا جائے پرندہ اپنے خطِّ راہ کو

روک رکھّو اِس ہوائے تُند میں
دل کی مُٹّھی میں دبی
مشتِ شرر
اپنی بنیادوں پہ اُٹھّو زلزلوں کے درمیاں

www.caarwan.com

سانس کو تھا موکہ یہ شہرِ وجود
آپ اپنی موج سے برہم نہ ہو

www.caarwan.com

جانے کب

صُور ہونٹوں میں دبائے
سر جھکائے
منتظر ہے عرش کے سائے میں اسرافیل
کب ہو نفخۂ اُولیٰ کا حکم

ہم سرِ آتش فشاں آراستہ
اک بزم میں بیٹھے ہوئے
بے خبر ہیں عزمِ اسرافیل سے

جاگ اٹھے جانے کب
اس کوہِ خفتہ کا ضمیر

www.caarwan.com

جانے کب اک زلزلہ
برہم کرے اِس بزمِ غفلت کی بساط
جانے کب

www.caarwan.com

مُنیر نیازی کا غم

امید کسی کے آنے کی
یا دُور سے بات سنانے کی
اَن دیکھی چھب دکھلانے کی
ہر بات میں دیر لگانے کی
اب ٹوٹ گئی
وہ نین نشیلے بند ہوئے
وہ صورت ہم سے روٹھ گئی

افسردہ، سرد اندھیرے میں
یہ ایک کرن بھی بجھ گئی ہے

www.caarwan.com

اک دُور کے طاق پہ جلتی ہوئی
اک شمع انوکھی بجھ گئی ہے

www.caarwan.com

انگلستان میں چند مناظر

(۱)

لسٹر کا ایک پارک

کہیں کہیں گہرے سبزے میں کچھ سونے کے پھول
بجری کی سنسان روش اِک، جس پر خاک نہ دھول
ایک طرف کو پڑا ہوا اَن گھڑ سا ایک اسٹول
سبزے میں چمکیلا، کالا، ایک پہاڑی کاگ
باہر ٹھنڈی میٹھی دھوپ اور اندر آگ ہی آگ

www.caarwan.com

(۲)

رَٹلینڈ واٹر

نواحی سبزہ زاروں میں
درختوں کا گھنیرا پن
بہت نیچے تک آتے شاخچوں کی چھاؤں میں ٹھہرا
اندھیرا پن
کہ جس میں دھوپ اور پتّے
بہم آنکھیں جھپکتے ہیں
ہوا کتنی رسیلی خوشبوؤں میں سرسراتی ہے
یہاں اب تک پرانا وقت
اپنی اَن سلی چادر میں لپٹا سو رہا ہے
کُھلی آنکھیں وفورِ رنگ میں حیراں ہیں
یہ کیا ہو رہا ہے

www.caarwan.com

(۳)

گاڑی کے شیشے سے

حسن اِتنا ہے کہ اب
اس کے لئے خود کو بکھیرا بھی نہیں جا سکتا
یورشِ حسن بھی اک وجہِ پریشانی ہے

ایک نقطے پہ تھمیں
اور فقط اُس کے ہی اسرار میں گم ہو جائیں
جو نہ ماضی ہے، نہ موجود
نہ آئندہ ہے
ایک آنسو میں جھلکتی ہوئی دیکھیں وہ دھنک
جس میں سب رنگ ہیں
اور ایک ہی قطرے میں سمٹ آئے ہیں

www.caarwan.com

کثرتِ حسن سے بڑھ کر
ہمیں درکار ہے احساس اُس کا
اور اس احساس کی شدّت
کہ جو سمٹے تو گُل اور پھیلتی جائے تو گلستاں ہو جائے

www.caarwan.com

ہر سال

ہر سال وہ دن گزر رہا ہے
جو میری حیاتِ عارضی کا
ہوگا کسی سال آخری دن

اُس دن کو اگر شناخت کر لوں
تقویم کو کر کے خط کشیدہ
تھم کر، سرِ تربتِ ندیدہ

دو پھول چڑھا لیا کروں گا
دو دیپ جلا لیا کروں گا
دو اشک بہا لیا کروں گا

www.caarwan.com

اسیری

بلندیوں کی مہیب و خاموش وسعتوں میں
کبھی کبھی بادلوں کے روزن سے دیکھتا ہوں
ہرے بھرے پیڑ
ہم صفیروں کی خوش دلی
ندّیوں کا چھل بل

مگر اب اِن میں کشش نہیں ہے
زمین کے سحر کی حدیں ختم ہو چکی ہیں
مری اسیری
عجب اسیری ہے
میں فقط اپنے بال و پر کا اسیر ہوں

www.aarwan.com

اور مرا قفس
میری اپنی پرواز کی حدیں ہیں

www.caarwan.com

زیاں

بہت دن کے آنسو
رگ و پے میں پھرتے ہیں
اور مُہلتِ اشکباری نہیں ہے

بہت کام ہیں
اور اعصاب کی رسیّوں پر
نٹوں کا تماشا ہے جاری
نپے ہیں قدم، خشک پُتلی تنی ہے

بہت دن کے آنسو
کہ جن کا مچلتا ہوا سیل

www.caarwan.com

اندر رواں ہے
کہیں یہ پسِ پردۂ چشمِ تھم کے
وہیں جم کے
موتی نہ بن جائیں

اگر یوں ہوا تو
یہ کیسا زیاں ہے

www.caarwan.com

ماں کے لئے ایک نظم

ماں جہاں بستی ہے ہر چیز وہیں اچھی ہے
آسماں! تیرے ستاروں سے زمیں اچھی ہے

ماں کے ہونے سے مری عمرِ رواں ساکن ہے
سر پہ اک ابرِ خنک، سایہ کناں، ساکن ہے

ماں کا ہونا عملِ خیر کے ہونے کی دلیل
ریگِ ہستی میں دمکتے ہوئے سونے کی دلیل

ماں کا دل نُقطۂ پرکارِ نظامِ ہستی
ماں کے ہاتھوں کے سبب گردشِ جامِ ہستی

www.caarwan.com

ماں جو تڑپے تو رگِ سنگ سے شبنم پھوٹے
آگ میں پھول کھلیں، خاک سے زمزم پھوٹے

راستہ بند جو ہو، ماں کی دعاؤں سے کُھلے
ماں کے اشکوں سے مرا نامۂ اعمال دُھلے

ماں ہے وہ چھاؤں جہاں لُو بھی خنک ہو جائے
بارِ ہستی مرے کاندھوں پہ سبک ہو جائے

مجھ پہ یہ چھاؤں سدا بار خدایا رکھنا
سر برہنہ ہوں، مرے سر پہ یہ سایا رکھنا

www.caarwan.com

ماں کی یاد میں ایک نظم

ڈھونڈتا ہوں مری کھوئی ہوئی دولت ہے کہاں
وہ مری چھاؤں کہاں ہے مری جنّت ہے کہاں

گھر میں آتا ہوں تو لگتا ہے یہ گھر وہ نہیں ہے
در و دیوار تو سب وہ ہیں مگر ''وہ'' نہیں ہے

وہ تلاوت کی مناجات کی آواز نہیں
گھر میں نادیدہ فرشتوں کی وہ پرواز نہیں

میری تصویر پہ پھونکی نہیں جاتی ہے دعا
راستوں میں مرے پیچھے نہیں آتی ہے دعا

www.caarwan.com

اب کے کس ڈھنگ سے ماہِ رمضاں آیا ہے
رنگ کچھ ماہِ محرّم کا مِلا لایا ہے

سحر افطار میں خالی ہے وہ مانوس نشست
اب کہیں اور بنا لی ہے وہ مانوس نشست

شاخِ دل میں جو کلی ہے نہیں کِھلنے والی
عید آتی ہے پہ عیدی نہیں ملنے والی

اب جو گھبراؤں تو مدفن کی طرف جاتا ہوں
اُسی خاموشی میں کچھ دل کا سکوں پاتا ہوں

ایک تُربت کو پسِ اشکِ رواں دیکھتا ہوں
خاک کے ڈھیر میں جنّت کے نشاں دیکھتا ہوں

www.caarwan.com

www.caarwan.com

فرد فرد

www.caarwan.com

www.caarwan.com

آج تک اپنی حقیقت کا معمّا نہ کُھلا
جی میں آتا ہے کہ سر پھوڑ لوں آئینے سے

غمِ ایّام سے تھک کر ترا دھیان آیا ہے
کیا کڑی دھوپ ہے اور کتنا گھنا سایا ہے

وہ جو ممکن ہے وہی تو ہے اذیّت خورشیدؔ
جس کا امکاں ہی نہیں وہ تو بڑی راحت ہے

خورشیدؔ تم نے نصفِ نہارِ شباب پر
جھپکی پلک تو بُرجِ کہولت میں آ گئے

www.caarwan.com

یہ خوب جہاں ہے کہ جہاں فرطِ الم میں
کچھ وجہِ تسلّی ہے تو اوروں کے الم ہیں

مجھ کو اہلِ دنیا میں صبح و شام رہتی ہے
اک اذیّتِ بے نام، وقت کا زیاں جیسے

چمن کو میں نے کبھی پاس سے نہیں دیکھا
کبھی قفس سے کبھی آشیاں سے دیکھا ہے

ہم اگر کھوئے نہ جاتے تو بہت کچھ پاتے
دل اگر ٹوٹ نہ جاتا تو اک آئینہ تھا

یوں تو میں خاک نشینوں میں ہوں لیکن خورشیدؔ
اُس کو پر لگ گئے جو شخص مرے پاس آیا

یہ زمیں سر بسر اسرار تھی پہلے پہلے
جب سے مانوس ہوئے تب سے وہ اسرار گیا

www.caarwan.com

عقل آئی تو جنوں کی وہ بصیرت نہ رہی
اب مجھے ابر میں چہرے نہ دکھائی دیں گے

دریچہ دل کا جو گھر میں خدا کے کُھلتا تھا
اُسے فقیہ کے زورِ بیاں نے بند کیا

سبزے میں کبھی گُل کی تنہائی کو دیکھا ہے
دل مجمعِ یاراں میں تنہا ہے اِسی صورت

گو اشکِ ناچکیدہ سے آنکھوں میں ہے نمک
ہنستے ہیں دیکھ دیکھ کے دیوار و در کو ہم

بارہا کفر کی یلغار میں ایسا بھی ہوا
اپنے ایمان کو خود سے بھی چھپایا میں نے

تو مشقِ ستم کر، تجھے کیا روزِ جزا سے
میں کُشتۂ ابرو ہوں، مری داد نہ فریاد

www.caarwan.com

میں وہ مہماں کہ پسِ پردہ تواضع ہے مری
صاحبِ خانہ کبھی سامنے آتا ہی نہیں

ہم کو یہی بہت ہے زروسیم کے عوض
دیکھا کریں طلوع و غروب آفتاب کا

رہی تمام عناصر کی بے رخی دل سے
اب اس میں ایک ترا التفات کیا کرتا

جسم مٹّی کا ہے اور جان خدا کی خورشیدؔ
کیا زیاں خانۂ ہستی میں مرا کچھ بھی نہیں

دیکھا پھولوں کو تو خود سے بھی کچھ امید بندھی
خاک سے رنگ نکل آتے ہیں کیسے کیسے

اے شبِ عمر ذرا چاپ ملائے رکھنا
دل کا دروازہ کُھلے اور سحر ہو جائے

www.caarwan.com

نہیں کُھلتا کہ میں چھوٹا ہوں اِن سے یا بڑا ہوں
پہاڑوں کے مقابل سوچ میں غلطاں کھڑا ہوں

دُور تاحدِّ نظر، اہلِ قفس کے رُو برو
سبزۂ بیگانہ، ابرِ رائگاں، کیا کیا رہا

ہم نہ بگاڑتے رہے کچھ، نہ سنوارتے رہے
خود ہی گزر رہا تھا جو، وقت گزارتے رہے

جانے کیا سحر ہے اِس خاک میں پنہاں خورشید
برق بھی چاہتی ہے دفن زمیں میں ہونا

اور کچھ دیر نگہ میری طرف سے نہ ہٹا
مجھ کو اِس شعلۂ نمناک میں جل جانے دے

اُس کے ہوتے ہوئے پلکیں جو ہوئی تھیں بوجھل
جھیلیے بیٹھ کے اب نیند نہ آنے کا عذاب

www.caarwan.com

روش درست نہ ہوگی تو پھر جنوں ہوگا
اگر شعور نہیں، لاشعور بولے گا

بدن میں روح کا ہونا ہے صُحبتِ نا جنس
ہمارا بزم میں ہونا ہے قیدِ تنہائی

سبھی کی راہ میں آتے رہے ازل سے پہاڑ
کوئی تراش کے گزرا، کسی نے سر پھوڑا

منتظر ہے مرا دل اے نگہِ گرم کہ کب
شعلہ یہ آن لگے گا خس و خاشاک کے ساتھ

لحظہ لحظہ مجھے کچھ اور تھکا دیتی ہے
یہ توقّع کہ ملے گی کبھی فرصت مجھ کو

وقت نے آخر تری صورت بھلائی کس طرح
کیسے جابر حافظے نے مات کھائی کس طرح

www.caarwan.com

یہ عمرِ رواں جاننے کے حق میں نہیں تھی
اور میں نے بہت دیر میں کچھ جاننا چاہا

کب ہے یکتائی مناسب آدمی کے واسطے
جتنا یکتا ہو گیا، اُتنا ہی تنہا ہو گیا

مشرق کی طرف پلٹ کے آؤ
مغرب تو غروب ہو رہا ہے

کسی خوابِ مسلسل کے تسلسل میں لگا دل کو
ارادے زخم ہیں پیہم ارادوں سے بچا دل کو

میں گُل تو نہیں ہوں کہ کِھلوں اور نہ پوچھوں
ہے شاخِ جہاں پر مرے کِھلنے کا سبب کیا

بدن سے میرے اُتر جائے زندگی کا حنوط
یہ خاک پھر سے اُسی خاک میں بکھر جائے

www.caarwan.com

قافلے والے ذرا وقت سے پہلے نکلیں
راستے بڑھ گئے ہیں جب سے کجی آئی ہے

تُو مجھے خواب دِکھا، کاوشِ تعبیر نہ کر
کہ مرے خواب کو تعبیر کی عادت ہی نہیں

تپشِ عشق میں اے دل، بسر و چشم ٹھہر
جیسی یہ دھوپ ہے ایسا کہیں سایا بھی نہیں

بس ایک شعلۂ خود سوز بن کے زندہ ہوں
بلا کی سوچ ہے اور سوچنے کو کچھ بھی نہیں

چھوٹے جو کام ہیں سو وہ بھاتے نہیں ہیں اور
قسمت میں اپنی کوئی بڑا کام ہے نہیں

فقط جمال کے بل پر دھرا ہے مُصحف میں
وگرنہ رمزِ طہارت نہیں پرِ طاؤس

www.caarwan.com

یہ عالمانِ عالَمِ ظاہر یہ کم سواد
کوتاہیٔ عمل کو سمجھتے ہیں اعتقاد

نہاں ہے اِس میں ترے زورِ اندروں کی نوید
اگر پہاڑ اٹھانے کا حُکم ہے تو اُٹھا

یہ جو دن رات مری آنکھ میں رہتی ہے نمی
یہ اگر تیری محبت ہو تو اک بات بھی ہے

تجھ پہ نظر پڑے تو پھر، تجھ سے عزیز تر ہے کون
تجھ پہ جو کر سکے نظر ایسا یہاں مگر ہے کون

www.caarwan.com

بنیادی طور پر خورشید رضوی جذبے کی گہرائیوں اور لطافتوں کا شاعر ہے اور جذبے کی انتہائی باریک پرتوں کو وہ جس بے ساختگی اور سادگی سے اپنی غزل میں چھوتا ہے وہ آج کے دور میں نایاب نہیں تو کمیاب ضرور ہے۔

احمد ندیم قاسمی

خورشید رضوی کا اسلوب انتہائی تازہ، خوبصورت اور پُرکشش ہے۔ اس کے ہاں کلاسیکی غنائیت بھی ہے اور زمانۂ حال کی وہ تیز نگاہی بھی جو عالمِ کبیر اور عالمِ صغیر دونوں کی تہ تک پہنچنے کی سعی میں ہے۔ اور اِس سب پر مستزاد ایک ایسی ''پُراسراریت'' جس کا کوئی نام نہیں۔

ڈاکٹر وزیر آغا

خورشید رضوی غزل کے ان شعرا میں سے ہیں جن کی وابستگی جدید علوم کے ساتھ بھی اتنی ہی گہری ہے جتنی خود غزل کے کرافٹ سے ہے، ان کے مطالب مصرعوں میں نہیں، مصرعوں کے درمیان تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔

شہزاد احمد

اگرچہ خورشید رضوی نے غزل ہی میں تسکینِ خاطر کا برگ و ساماں پایا، لیکن انھوں نے نظمیں بھی برابر لکھیں اور بعض نظمیں ایسی ہیں کہ انھیں اچھے اچھے نظم گوؤں کی صف میں لا کھڑا کرتی ہیں۔

ڈاکٹر اسلم انصاری

شاعری
ISBN 978-969-9473-75-3
9 789699 473753 >
www.publications.readings.com.pk
Rs. 395
القا پبلیکیشنز
ریڈنگز کا اشاعتی ادارہ

www.caarwan.com